سلسلہ مطبوعات
۲۷۳

مسلم و عرب ممالک کے احساس کمتری، دینی دعوتوں اور شریعت کے نفاذ کی تحریکات سے مرعوبیت اور خوف زدگی کا سرچشمہ

یورپ، امریکہ

اور

اسرائیل

ایک اظہار حقیقت، انکشاف اور تنبیہ

ابوالحسن علی ندوی

ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

بار اوّل

محرم ۱۴۱۸ھ ——— مئی ۱۹۹۷ء

کتابت ——— حفیظ الرحمٰن حامد

صفحات ——— ۲۸

طباعت ——— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس، لکھنؤ

تعداد اشاعت ——— تین ہزار

قیمت ——— 12/=

— باہتمام —

محمد غفران ندوی

— ناشر —

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف و تقدیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اما بعد ۱۴۱۷ھ (۱۹۹۷ء) کے ذی الحجہ کے مہینہ میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے شعبہ دعوت وتربیت کے زیر نگرانی قائم المعہد العالی للدعوۃ والفکر الاسلامی کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح کیا گیا اس افتتاح کی تقریب میں اور اس شعبہ کے طلبہ کے ذہن میں اس کے مقصد، افادیت اور اہمیت وضرورت کو واضح اور ذہن نشیں کرنے کے لیے ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی کو تقریر وخطاب کرنے کے لیے زحمت دی گئی، انھوں نے ایک وسیع فکر و دائرہ، اور ممالک اسلامیہ وعربیہ کے تجزیہ ومطالعہ اور حقیقت حال کی روشنی میں ایک مفصّل اور مبسوط تقریر کی، جس میں بہت سے چشم کشا اور قابلِ فکر وتشویش حقائق ومسائل آگئے، جو نہ صرف اس شعبہ کے طلباء کے لیے اور نہ صرف فضلائے مدارس اور داعیانِ دین کے لیے بلکہ ان تمام غیور وحساس اور حقیقت شناس مسلمانوں کے لیے قابل توجہ اور مستحق سعی وعمل ہیں، جن کو اسلامی ملکوں ومعاشروں کے حال ومستقبل سے دلچسپی ہے، ان کے دین سے ربط وتعلّق کا اہتمام اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے ساتھ ممالک عربیہ کی صورت حال سے واقفیت اور ان کی اہمیت و مرکزیت کا احساس ہے، اس لیے یہ تقریر ایک مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کی جارہی ہے تاکہ ان وسیع اور اہم طبقات کے حلقوں کے افراد زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔

واضح رشید ندوی

مدیر المعہد العالی للدعوۃ والفکر الاسلامی

و رئیس التحریر رسالہ ''الرائد'' عربی

www.abulhasanalinadwi.org

یورپ امریکہ اور اسرائیل

مسلم ممالک کے احساس کہتری، شریعت کے نفاذ کی تحریکات سے مرعوبیت اور خوف زدگی کا سرچشمہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد

عزیزو اور بھائیو! ندوۃ العلماء کے ایک خادم اور ذمہ دار کی حیثیت سے ہمارے لیے بڑی مسرت کی بات ہے کہ المعہد العالی للدعوۃ والفکر الاسلامی کے نام سے دعوتِ دین، نصرتِ دین اور اعتزاز بالدین کے لیے یہ شعبہ ۱۳۹۹ھ ہی سے قائم ہے، جن ندوی فضلاء نے اس شعبہ میں داخلہ لیا ہے ان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے دین و مذہب کے بارے میں وہ خود بھی مطمئن ہوں، ان کو پورا ذہنی اعتماد حاصل ہو اور دوسروں کو بھی مطمئن کر سکیں، جو اس وقت کا خطرہ اور اس وقت کا چیلنج ہے اس کو سمجھیں، اور اس وقت کی جو سازش ہے اور جس کا مرکز مغرب ہے اس کو سمجھیں، خصوصی الفاظ میں امریکہ اور اسرائیل دونوں اس نتیجہ پر متحد ہو گئے ہیں کہ ان کے نظامِ سیاست کو، ان کے نظامِ فکر کو، ان کے عالمی استیلاء کے امکان کو کوئی چیز چیلنج نہیں کرتی سوائے مسلمانوں کے متحد و مؤثر وجود کے، ان سنگین حالات میں ایسے شعبہ کا قیام ندوۃ العلماء کے بنیادی مقاصد میں ہے، اس لیے کہ اس کے بانی اول مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کو عیسائی

www.abulhasanalinadwi.org

مشنریوں سے واسطہ پڑتا تھا، وہ ان سے مناظرے کرتے تھے، ان کو ان سے مناظرہ کرنے میں یہ محسوس ہوا کہ اب ہمارے فضلائے مدارس کو اور علماء کو جدید خطرات سے واقف ہونا چاہیئے اور ان میں تقابلی مطالعہ (COMPARATIVE STUDY) ہونا چاہیئے، ان کے اندر اس جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اندر سے (جو عام طور پر فکری، علمی اور سیاسی قیادت پر فائز ہوا کرتا ہے) اسلام کے بارہ میں احساس کہتری کو دور کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے، اور اسلام کی ابدیت، اس کے خلود اور ہر زمانہ اور دور میں اس کی طرف لوگوں کی احتیاج، اور اس کو نجات کا، کامیابی کا، صحیح انسانیت کا واحد اور ابدی راستہ ثابت کرنے پر یقین اور اس کی تفہیم کی صلاحیت ہو، اس لیے ایسے دعوتی و تربیتی ادارہ کا وجود وقت کی بڑی ضرورت، عصر حاضر کا تقاضا اور ندوۃ العلماء کے بانیوں کے منشا کی تکمیل اور ان کے خوابوں کی تعبیر ہے۔

اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ اللہ کا دین دائمی اور ابدی ہے "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام" یہ ہر زمانہ کا اعلان ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضیات و نامرضیات بھی دائمی ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام اس کی تعلیمات اور اس کے مطالبات بھی دائمی ہیں، یہ علمی حقائق دائمی ہیں اس کے علاوہ یہ کہ ہدایت کا راستہ ابدی راستہ ہے۔ دین ایک ابدی حقیقت ہے لیکن زمانہ متغیر ہے، زمانہ اگر متغیر نہیں تو پھر زمانہ ہی نہیں، زمانہ کوئی جامد چیز نہیں ہے، زمانہ بدلنے والا ہے، رجحانات بدلنے والے ہیں، مطالبات بھی بدلنے والے ہیں، تاثرات کے جو سرچشمے ہیں وہ بھی بدلنے والے ہیں، اور اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

علاوہ تحریکیں بھی بدلنے والی ہیں، مختلف زمانوں میں مختلف تحریکیں پیدا ہوتی ہیں اور دین کے خلاف محاذ آرائیاں ہوتی ہیں، سازشیں ہوتی ہیں، منصوبے تیار ہوتے ہیں، نئی نئی سلطنتیں قائم ہوتی ہیں ان کے مصالح و مفادات کا تقاضا بدلتا رہتا ہے، اس میں سیاسی مصلحتیں بھی ہیں، جنگی مصلحتیں بھی ہیں اور معاشرتی مصلحتیں بھی ہیں، اور یہ بھی ہے کہ جو نظام سلطنت قائم ہوا طبعی بات ہے کہ اس نظام کو تقویت پہنچانے کے لیے فضا پیدا کی جائے، یعنی جو اس کے محکوم ہیں وہ اس نظام سلطنت کو اور اس صاحب اقتدار طبقہ اور اس کی تہذیب کو اور اس کی تہذیب کو یہاں تک کہ اس کے گھروں کی معاشرت تک کو بھی آئیڈیل اور قابل تقلید سمجھیں، اس کے لیے نئی نئی تدبیریں کی جاتی ہیں اور کی جاتی رہیں گی اور خاص طور پر اس زمانہ میں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام کے خلاف محدود قسم کی سازشیں اور منصوبے جو پہلے تیار کیے گئے تھے وہ ناکام بنا دیے گئے، تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور عالم اسلام کے لیے وسیع اور عمیق اور فیصلہ کن حیثیت سے تاریخ میں دو خطرے پیش آئے ہیں، جن سے اندیشہ تھا کہ اسلام بحیثیت عالم گیر دعوت، سیاسی قوت اور مذہبی آزادی کے اتنا کمزور ہو جائے کہ وہ محدود رقبہ میں اور خاص نسل اور قومیتوں کے دائرہ کے اندر ہی نافذ اور کارفرما رہے لیکن عالمی پیمانہ پر اس کا وجود اور نفوذ ختم ہو جائے، ایک صلیبی حملہ جو پانچویں صدی ہجری اور گیارہویں صدی عیسوی میں پیش آیا دوسرا تاتاری حملہ جو ساتویں صدی ہجری اور تیرہویں صدی عیسوی میں چنگیز خاں اور ہلاکو کی قیادت میں ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

صلیبیوں کا شام پر حملہ ہوا اور وہ بیت المقدس پر قابض ہو گئے، ان کے ذہن اور ان کے منصوبہ میں حرمین شریفین بھی شامل تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے صلاح الدین ایوبی کو کھڑا کیا، جس کی نظیر، اخلاص، للٰہیت، جذبۂ جہاد و سرفروشی، غیرت و حمیت دینی اور طہارت و تقویٰ میں امتیاز خاص رکھتی تھی، اور اس کی نظیر اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ انھوں نے صلیبیوں کو ناکام بنایا، مسلمانوں کا ان کے جھنڈے کے نیچے اتحاد ہوا اور وہ خطرہ ٹل گیا۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس وقت تک یورپ اور صلیبی حملہ آوروں کے ملک میں نہ اتنی تمدنی و تہذیبی ترقی ہوئی تھی اور نہ سائنس اور تجربی علوم کا وہ فروغ ہوا تھا جو بعد کی صدیوں میں ہوا نہ ان کے سامنے دنیا کی تشکیلِ نو اور ذہنی و تہذیبی انقلاب کا وہ نقشہ تھا جو بعد میں مغرب کی فاتحانہ اور استعماری طاقتوں کے سامنے آیا اور ان کے پروگرام میں شامل ہوا، یہ محض ایک فوجی یلغار اور مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کی ایک کوشش اور عزم تھا، اس لیے اس سے وہ خطرات نہیں تھے جو چند صدیوں کے بعد یورپ اور امریکہ کی سیاسی، علمی و تمدنی بالادستی اور مشرقی ملکوں کے یورپ اور امریکہ کے غلام بن جانے اور زیر اثر آجانے سے پیدا ہوئے۔[1]

---

[1] پہلی صلیبی یلغار شام پر ۴۹۰ھ میں ہوئی، ۴۹۲ھ (۱۰۹۹ء) گیارہویں صدی عیسوی کے آخر میں صلیبیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا "انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا" کی جلد ۶ میں صلیبیوں کی تعدیات اور مظالم اور خونریزیوں کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ریجنالڈ حاکم کرک نے حرمین شریفین پر بھی چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا تھا اس وقت بقول لین پول، عماد الدین زنگی نے اس خطرہ کے مقابلہ کا ارادہ کیا، جس کی تکمیل اس کے فرزند الملک العادل نور الدین زنگی نے کی۔ لیکن اس میں پوری کامیابی نور الدین سلطان شام کے فوجی جنرل صلاح الدین ایوبی نے حاصل کی، (جو مصر کی حکومت و اقتدار پر قابض ہو گئے تھے) اور انھوں نے بیت المقدس کو صلیبیوں کے قبضہ سے نکالا، ان پر جذبۂ جہاد، حمیت دینی اور عزت اسلامی کا پورا استیلاء اور غلبہ تھا، ۵۸۳ھ (۱۱۸۷ء) میں حطین کے معرکہ میں انھوں نے کامل فتح حاصل کی، اور صلیبیوں کے عزائم کو ناکام بنا دیا۔[۱] معرکۂ حطین کے بعد بیت المقدس کی مسلمانوں کے ہاتھوں بازیابی ہوئی اور صلیبیوں کا منصوبہ اور نقشہ کارناکام اور بے اثر ہو گیا، سلطان صلاح الدین ایوبی

(صـ۸ کا بقیہ)

راقم کا رسالہ "صلاح الدین الأیوبی البطل الناصر لدین اللہ"، مطبوعہ دار عرفات رائے بریلی کا مطالعہ بھی مفید ہوگا، اردو میں راقم کی تصنیف "تاریخ دعوت و عزیمت"، کی جلد اول میں ص ۳۰۳ سے ۳۴۴ تک تاتاری حملے، ان کے وحشت ناک مظالم، عالم اسلام کے مرکزی شہروں اور بغداد کی تباہی کی لرزہ خیز تصویر اور تاتاریوں میں اسلام کی اشاعت کی معلومات و تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں، اردو دائرہ معارف اسلامیہ شائع کردہ دانش گاہ پنجاب لاہور کی جلد ۷ میں بھی "چنگیز خاں"، کے عنوان کے ماتحت تاتاری حملہ کی سفاکیوں اور دہشت گردیوں کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں ص ۶۹۱-۷۴۲،

[۱] تفصیل کے لیے مطالعہ کی جائے لین پول کی کتاب "سلطان صلاح الدین"، ص ۱۵۵

www.abulhasanalinadwi.org

کی وفات ۲۸ رصفر ۵۸۹ھ کو ہوئی۔

بارہویں صدی عیسوی میں مسیحی یورپ، علوم، سائنسی تحقیقات و انکشافات، اسلحہ کی تیاری، استعماری عزائم، اور اپنے مادّی اور لادینی منصوبوں کی ترویج و تنفیذ میں اس مقام تک نہیں پہنچا تھا جس مقام پر وہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں پہنچا، اس لیے اس کے غلبہ سے سوائے مسیحیت کی اشاعت، مقامات مقدسہ پر غلبہ اور مسلمانوں کی سیاسی ہزیمت و ذلّت کے وہ خطرہ نہیں تھا جو انیسویں اور بیسویں صدی میں یورپ اور (بالخصوص برطانیہ اور فرانس کے) ان مسلم و عرب ممالک پر اپنی تہذیب و فلسفۂ حیات کو غالب کرنے اور ان کو قابل تقلید اور علامت ترقی بنا دینے سے پیش آیا۔

تاتاریوں کا حملہ اگرچہ فوجی تھا لیکن تجربہ ہے کہ کامیاب حملہ آور اور فوجی فاتح فوجی حدود کے اندر محدود نہیں رہتا، بلکہ اس کا طرز عمل، اس کے افکار، اس کے عقائد، اس کا طرز معاشرت اثر انداز ہوتے ہیں، تاتاریوں کی کامیابی سے صرف اتنا ہی خطرہ تھا کہ مسلمان غلام بن جائیں گے، انھوں نے بڑے مظالم کیے، کبھی کبھی تو دجلہ کا پانی سرخ ہو جاتا تھا، جب مسلمان بڑی تعداد میں شہید کیے جاتے تھے اور ان کو دجلہ میں ڈال دیا جاتا تھا تو ان کی خون آلود لاشوں سے پانی سرخ ہو جاتا تھا، اور کبھی اس کا پانی سیاہ ہو جاتا تھا کہ وہاں جو بڑے بڑے کتب خانے تھے (اور بغداد اس میں سب سے زیادہ امتیاز رکھتا تھا) ان کی کتابوں کے انبار اس میں ڈال دیے جاتے تھے، تو پانی سیاہ ہو جاتا تھا، مسلمان شہیدوں کے سروں کے مینارے بنائے گئے، یہ مینارے دور سے دکھائی دیتے تھے، اس پر

www.abulhasanalinadwi.org

سر رکھا ہوا، ایک نہیں ہوتا تھا، ایک رکھتے تو گر جاتا، وہ سروں کا ایک چبوترہ ہوتا تھا، ایک چبوترہ پر دوسرا چبوترہ، یہاں تک کہ بہت دور سے نظر آتے تھے ان کے حملہ کی دہشت کا یہ حال تھا کہ تاریخ میں عام مقولہ درج ہے "إذا قيل لك أن التتار انهزموا فلا تصدق" یعنی ہر بات مان لینا کہ ممکن الوقوع ہے لیکن یہ بات کبھی نہ ماننا کہ تاتاریوں نے کہیں شکست کھائی۔

لیکن اس تاتاری حملہ میں خاص بات یہ تھی کہ تاتاریوں کے پاس کوئی تہذیب نہیں تھی، کوئی ثقافت (CULTURE) نہیں تھی، کوئی دعوت نہیں تھی، اور کوئی متوازی نظام عقائد بھی نہیں تھا، اس لیے ان کا حملہ اگر کامیاب بھی ہو جاتا تو وہ بہت دنوں تک کامیاب نہیں رہ سکتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنی رحمت و قدرت سے خارق عادت طریقہ پر سامان کیا، کہ ایک طرف مسلم فضلاء اور شریعت کے ماہرین نے تاتاریوں کے اندر گھس کر اسلامی تہذیب اور اسلامی قانون کا تعارف کرایا اور جو خلا ان کی زندگی میں ان کے علم و واقفیت اور تہذیب و تمدّن اور دعوت میں تھا اس کو اسلام نے پُر کر دیا، یہ ایک طبعی اور فطری بات بھی تھی کہ ایسی فتوحات و انقلاب میں خلا بہت دنوں تک باقی نہیں رہ سکتا، اہل علم جانتے ہیں کہ قانون الٰہی یہ ہے کہ خلا کا بھرنا ضروری ہے، قانون کا خلا تھا، تہذیب کا خلا تھا، علم کا خلا تھا، دنیا کے لیے ان کے پاس کوئی دعوت نہیں تھی، اس خلا سے مسلمان اہلِ فکر نے اور مبصّرین نے فائدہ اٹھایا، اور انھوں نے تاتاریوں کو ایک طرف اسلام کی دعوت دی اور ایک طرف بتایا کہ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے ہمارے پاس پورا سامان موجود ہے، نظام معاشرہ

www.abulhasanalinadwi.org

موجود ہے اور عام دنیا کے لیے دعوت بھی موجود ہے۔ اس سلسلہ میں اہلِ دل مخلصین اور اہل اللہ کا بھی بڑا حصہ ہے، ایک واقعہ جو بار بار بیان کیا جا چکا ہے لیکن بڑا موثر ہے وہ نقل کیا جاتا ہے۔

آرنالڈ نے پریچنگ آف اسلام (PREACHING OF ISLAM) میں لکھا ہے کہ ایران و ترکستان کی طرف کی جو شاخ تاتاریوں کے قبضہ میں آئی اس میں تاتاریوں کے سو فیصد مسلمان ہو جانے کی تقریب یہ ہوئی کہ تغلق تیمور جو ولی عہد سلطنت تھا وہ شکار پر نکلا، اور آپ کو معلوم ہے کہ اور ہمیں بھی اس سے واسطہ پڑا ہے، ہم نے نشانہ کی بھی مشق کی ہے اور شکار بھی کھیلے ہیں کہ شکاریوں میں کچھ روایات ہیں، نحوست کی اور کامیابی و ناکامی کی، مثلاً بچپن میں سنا کرتے تھے کہ جمعرات کو شکار کامیاب نہیں ہوتا، اگر شکار کے لیے چلنے کے وقت کسی نے کہہ دیا چاقو ہے؟ تو اب شکار نہیں ملے گا، چاقو کا نام نہیں لینا چاہیئے، اسی طرح تاتاریوں میں ایران اور اس کے باشندوں سے متعلق نحوست کا تخیل تھا کہ ایرانی منحوس ہوتے ہیں (اور مخصوص قوموں کے بارہ میں ہمیشہ اس طرح کے تأثرات و روایات رہی ہیں) تغلق تیمور نے اس کا پورا انتظام کیا کہ کوئی ایرانی نہ آنے پائے، جا بجا پہرے بٹھا دیئے جو ساحلی جگہیں تھیں اور جو مدخل تھے ان سب پر آدمی بٹھا دیئے تا کہ کوئی ایرانی نہ آنے پائے، لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، اللہ تعالیٰ کو تاتاری جیسی جنگ آزما طاقت ور اور بلند حوصلہ قوم کو مشرف باسلام کرنا اور اس سے دین کی حفاظت کا کام لینا تھا، یہ ایک خدائی انتظام تھا، شیخ جمال الدینؒ ایران کے ایک صاحب دل بزرگ تھے، ان کو

www.abulhasanalinadwi.org

کہیں جانا تھا اور راستہ وہی تھا، اس جگہ وہ پہنچے تو اتفاق سے وہاں کوئی پہرہ دار کھڑا نہیں تھا، یہ سب غیبی انتظامات ہوتے ہیں، وہ آگے بڑھ گئے، کسی پہرہ دار نے دیکھ لیا، اس نے ان کو پکڑ لیا اور تغلق تیمور کے پاس پکڑ کرلے گیا، وہ دیکھ کر آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے سمجھ لیا کہ انھوں نے شکار کے سارے انتظامات پر پانی پھیر دیا، اب شکار نہیں ملے گا، اس نے غصہ میں آکر کہا کہ تم ایرانی اچھے ہو کہ یہ کتا اچھا ہے کون افضل ہے؟ آرنلڈ نے تو یہ لکھا ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی قوم کو دولت اسلام نصیب نہ کی ہوتی تو یہ کتا افضل تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم ایرانیوں کو اسلام نصیب کیا تو ہم افضل ہیں، اس نے کہا اسلام کیا ہوتا ہے؟ وہ صاحب دل بھی تھے اور صاحب علم بھی تھے، انھوں نے اسلام کا مختصر مگر بلیغ و مؤثر تعارف کرایا، وہ متأثر ہوا اور اس کے دل و دماغ پر اثر پڑا، اس نے کہا کہ اگر ابھی میں اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیتا ہوں تو کوئی فائدہ نہ ہوگا جب میری تاج پوشی ہو جائے تو مجھ سے آکر ملیں، میں اسلام کا اعلان کروں گا۔

یہ تو آرنلڈ کی تاریخ میں ہے لیکن ترکی و فارسی ماخذ میں جو (ORIGINAL) ہیں ان میں زیادہ مؤثر انداز میں اس واقعہ کو پیش کیا گیا ہے، اس میں ہے کہ اس نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں کہ یہ کتا افضل ہے؟ انھوں نے کہا کہ ابھی اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، اس نے کہا کہ کیا مطلب؟ یہ کتا کھڑا ہے، یہ آپ ہیں، یا تو کہئے کہ یہ کتا افضل ہے یا کہئے کہ میں افضل ہوں، انھوں نے کہا کہ اگر میں دنیا سے کلمہ پڑھتے ہوئے رخصت ہوا، ایمان پر میرا خاتمہ ہوا تو میں افضل ہوں ورنہ یہ کتا افضل ہے، اس سے اس کے دماغ اور اس کے دل پر چوٹ پڑی، اس نے

www.abulhasanalinadwi.org

کہا کہ جب آپ سنیں کہ میری تاج پوشی ہوگئی ہے تو مجھ سے ملیں، یہ برابر دن گنتے رہے اور کان ان کے لگے رہے کہ خبر آئے، لیکن ان کا وقت آخر آگیا، انھوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ عزیز فرزند! شاید یہ سعادت تمہاری قسمت میں لکھی ہوئی ہے، تم جب سننا کہ تغلق تیمور کی تاج پوشی ہوگئی ہے تو اس سے ملنا اور یہ واقعہ یاد دلانا، چنانچہ جب انھوں نے تاج پوشی کی خبر سنی تو یہ گئے اور باہر اپنا سجّادہ ڈال دیا، ان کو کون اندر جانے دیتا؟ وہ باہر نماز پڑھتے رہے اذان دیتے رہے اور اس وقت تو اذان کی آواز محل میں نہیں پہنچی، لیکن فجر کے وقت اذان کی آواز پہنچی تو اس نے کہا کہ یہ صدائے بے ہنگام کیسی ہے؟ کون اس وقت چلّاتا ہے اور نیند خراب کرتا ہے کہا گیا کہ ایک شخص ہے جو اٹھتا ہے بیٹھتا ہے اور یہ آواز لگاتا ہے، اس نے کہا جاؤ اسے پکڑ لاؤ، لوگ ان کو لے گئے تو انھوں نے کہا کہ میں ان کا (شیخ جمال الدین کا) فرزند ہوں جو آپ سے ملے تھے آپ نے سوال کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ آپ افضل ہیں یا یہ کتّا؟ انھوں نے کہا تھا کہ اگر میرا خاتمہ ایمان پر ہوا، تو میں افضل ہوں ورنہ کتّا افضل ہے۔ میں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا، اور وہ کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے، تغلق تیمور نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کیا، اس نے اپنے وزیر اعظم کو بلایا، اس نے کہا کہ میں تو بہت دنوں سے مسلمان ہوں میں ایران گیا تھا وہیں اسلام قبول کیا تھا، آپ کے ڈر سے بتاتا نہ تھا، اس کے بعد پوری ایرانی تاتاری شاخ مسلمان ہوگئی، پھر دوسری شاخوں میں بھی اسلام عمومیت کے ساتھ پھیل گیا۔

ایک باخبر تاریخ داں نے بتایا کہ دو قومیں ایسی ہیں جو سو فیصد مسلمان ہوئیں ایک عرب اور ایک ترک یہ بھی سو فیصد مسلمان ہوئے، صورت یہ ہے کہ ہر زمانہ

www.abulhasanalinadwi.org

یں ضرورت ہے داعیوں کی اور مدعوئین کی نفسیات کو سمجھنے کی اور حکمت کے ساتھ بات کرنے کی خود قرآن مجید میں ہے:

" اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ (سورۃ النحل۔ ۱۲۵)

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

لیکن اس وقت کا سب سے بڑا فتنہ، چیلنج اور خطرہ یہ ہے کہ پورے مغرب اور عیسائی دنیا اور اس کے ساتھ خاص طور پر یہودی عنصر کی (جو ان مغربی ممالک کی نشانہ بشانہ ہے) کوشش ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں دین کی حمیت ختم ہو جائے دین سے انتساب پر جو فخر ہے وہ ختم ہو جائے، دین کا جو سرچشمہ ہے (یعنی ایمان) ختم ہو جائے اور اس کے اندر اس کے متبادل طریقہ پر احساس کہتری (INFERIORITY COMPLEX) پیدا ہو۔

ہم نے دارالمصنّفین میں استشراق اور مستشرقین کے بارہ میں جو مجلس مذاکرہ سیمینار (Seminar) ہوئی تھی، اس میں کہا تھا کہ مغربی طاقتوں نے اپنی ذہانت سے بالکل صحیح سمجھا کہ محض فوجی برتری واقتدار اور محض سیاسی تنظیم واستحکام اور نئے اور موثر اسلحہ وطریق جنگ کافی نہیں، کسی ملک کو مستقل طور پر غلام رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کا تعلیم یافتہ اور مثقف طبقہ (INTELLECTUAL CLASS) قوت حاکمہ سے ذہنی طور پر مرعوب ہو، اس کے لیے انھوں نے مستشرقین (ORIENTALIST) کو تیار کیا، بہت کم لوگوں نے اس راز کو سمجھا ہے کہ مستشرقین

محض اپنے علمی ذوق کی بنا پر تحقیق و تصنیف کا کام نہیں کرتے علمی ذوق تو محدود ہوتا ہے لیکن استشراق کے پیچھے سیاسی واستعماری مقاصد اور سرپرستی کام کرتی ہے،[1] یہ اس زمانہ کا بڑا خطرہ ہے اور اس خطرہ کا جو مرکز ہے اس کو اور اس کے ہتھیار اور ہتھیار استعمال کرنے والوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

مستشرقین کا یورپ وامریکہ میں ایک پورا لشکر تھا اور اس کو ہر طرح کی پشت پناہی حاصل تھی، انھوں نے اپنی پوری ذہانت صرف کردی ایسی کتابوں کے لکھنے میں جس میں صاف صاف اسلام پر حملہ نہ کیا جائے، ان کی ذہانت اور سمجھنے کی بات تھی کہ اسلام پر حملہ اگر ہوگا تو ایک مقابل طاقت پیدا ہوجائے گی، اس میں ایسا ہو کہ لوگ پڑھ کر دلائل کی روشنی میں (جو چالاکی کے ساتھ کتاب میں شامل کیے گئے ہیں) کتاب الٰہی کے بارہ میں حدیث کے بارہ میں علم فقہ کے بارہ میں، علم کلام کے بارہ میں پھر آخری درجہ میں اپنی تہذیب و معاشرت کے بارہ میں احساس کہتری کا شکار ہوں، جو شخص یہ کتابیں پڑھ لے گا وہ سمجھے گا کہ ہم تو بہت نیچی سطح پر زندگی گزار رہے تھے، ہمارے علماء نے، ہمارے مربیوں نے اور ہمارے مصنفین نے ان کمزوریوں کا اظہار نہیں کیا، واقعہ یہ ہے کہ بہت تاخیر سے حدیث کی تدوین شروع ہوئی، بہت تاخیر سے اسلامی قانون بنایا گیا، یہ سب

---

[1] دار المصنفین کے مجلس مذاکرہ میں استشراق و مستشرقین پر جو تقریر اردو، عربی میں کی گئی تھی، "الاسلام والمستشرقون" عربی میں، اردو میں "اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین"، کے نام سے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی طرف سے شائع ہوگئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان سبھوں نے دکھایا ہے، حالانکہ اس تاخیر میں بھی حکمتیں تھیں، حدیث کی تدوین جب شروع ہوئی تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تائید الٰہی شامل تھی، بلکہ وہ ایک معجزہ تھا، معجزۂ آسمانی تھا کہ بخارا اور ترکستان کے ایسے ذہین ترین اور قوی الحافظہ افراد نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا جن کی مثال دور دور اور دیر دیر تک تاریخ میں نہیں ملتی، اس کی شہادت کے لیے صرف ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے، امام بخاری کے تذکرہ میں آتا ہے:

"امام بخاری جب بغداد آئے تو علمائے بغداد نے ان کے امتحان کا یہ طریقہ تجویز کیا کہ سو۱۰۰ حدیثوں کی سند اور ان کے متن (مضمون حدیث) کو الٹ دیا، ایک حدیث کی سند دوسرے متن کے ساتھ اور ایک حدیث کا متن دوسری سند کے ساتھ لگا دیا، اور دس۱۰ دس۱۰ حدیثوں کو ایک ایک شخص کے حوالہ کیا کہ وہ ان سے سوال کرے، امام بخاری جب مجلس میں آئے تو ایک ایک شخص نے دس۱۰ دس۱۰ حدیثیں سنائیں اور ان کی رائے دریافت کی، وہ سنتے اور فرماتے کہ میں ان حدیثوں سے واقف نہیں، اہل علم اس راز کو سمجھے اور ناواقف اشخاص ان کی لاعلمی پر مسکرائے، جب سب نے اپنے اپنے حصہ کی حدیثیں سنالیں تو امام نے باری باری ایک ایک کی طرف توجہ فرمائی اور کہا کہ آپ نے جو دس حدیثیں سنائی تھیں ان کا متن یہ ہے اور ان کی سند یہ ہے، پھر دوسرے تیسرے کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ سب کی احادیث کی تصحیح کر دی اور جس سند کا جو متن تھا اور جس متن کی جو

www.abulhasanalinadwi.org

سند تھی وہ بیان کی، لوگ ان کی وسعت نظر، حاضر دماغی اور حافظہ پر انگشت بدنداں رہ گئے۔[1]

اسی طرح جب فقہ کی تدوین شروع ہوئی تو خدا نے ائمہ اربعہ اور ان کے بلند مقام نادرہ روزگار خلفاء و تلامذہ، اور مجتہدین کی شکل میں ایسے افراد پیدا کیے اور ان کو توفیق دی جن کی مثال دنیا کی قانون سازی اور مسائل حیات کے حل کرنے کی کوششوں میں نہیں ملتی۔[2]

اسی طرح جب یونانی فلسفہ، اسلامی مملکت بالخصوص عراق اور دارالخلافہ بغداد میں سامنے آیا اور اس نے ذہین اور صاحب فکر طبقہ پر اثر ڈالا، اور اپنی علمی برتری اور باریک بینی کا سکّہ جمایا، اور اس سے ایک سطحی الفکر طبقہ کے عقائد میں تزلزل پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے امام ابوالحسن اشعری، امام ابومنصور ماتریدی امام غزالی، اور شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کو پیدا کیا جنھوں نے اس کے اثرات اور مرعوبیت کو زائل کر دیا۔

اسی طرح غلط عقائد، جاہلی رسوم و عادات، شرک و بدعات اور رسوم قبیحہ کو دور کرنے کے لیے اور دین صحیح اور عقائد صحیحہ اور سنّت و شریعت کے احیاء و ترویج کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور اور ہر ملک میں مصلحین و مجدّدین اور ایسے ائمّہ دین اور داعیان مخلصین پیدا کیے جنھوں نے دعوۃ الی الجاهلیۃ

---

[1] تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اوّل ص ۸۷ (ماخوذ از مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۷)

[2] ملاحظہ ہوں مذاہب اربعہ اور فقہ و اجتہاد کی تاریخیں اور مآخذ

www.abulhasanalinadwi.org

الاُولیٰ اور دین کے مسخ و تحریف کے خطرہ کو دور کر دیا اور دین صحیح کو سکہ رائج الوقت کی طرح عام کر دیا۔[1]

مستشرقین اور ان کی "تحقیقات"، دعاوی اور مباحث سے مغربی استعمار (WESTERN IMPERIALISM) نے جو کام لیا اور وہ ان کے لیے مفید ثابت ہوا، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب سے مغربی استعمار مشرقی ممالک سے بے دخل ہوا یا بعض جگہ بالکل کمزور ہو گیا، اس مدّت سے مستشرقین کا کام بھی ڈھیلا پڑ گیا، یہ محض اتفاقی بات نہیں ہے، نہ صحافت کو انحطاط ہوا ہے اور نہ ریڈیو کو، اور جو طریقے ہیں خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے، ان میں صرف انحطاط ہی نہیں بلکہ اضافہ ہوا، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ مستشرقین کا کام بالکل ہلکا پڑ گیا ہے، کبھی کوئی کتاب آجاتی ہے، اس میں وہ طاقت نہیں ہوتی، وہ قوتِ استدلال نہیں ہوتا جو پہلے ہوتا تھا، مستشرقین کا وجود محض عالم اسلامی کے علمی، مذہبی طبقہ کے اعتماد کو کمزور و متزلزل کرنے کے لیے اور ان کے اندر اپنے دین کے بارہ میں، دین کی تاریخ کے بارہ میں، سیرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کے بارہ میں اور قرآن مجید کے بارہ میں، اور پھر فقہ و علم کلام کے بارہ میں اعتماد کو متزلزل کر دینا تھا۔

اس وقت کا سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ ہمارا جو نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ ہے اس کے اندر احساس کہتری پیدا ہو رہا ہے، وہ جو کتابیں پڑھتے ہیں فرنچ میں،

---

[1] تفصیل کے لیے راقم کی کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" کا (۱-۲-۳-۴-۵ اُردو میں) اور رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام" کا (۱-۲-۳-) عربی میں مطالعہ مفید ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

انگریزی میں، یہاں تو اس کا کم رواج ہے، بعض دوسرے ملکوں میں خاص طور پر فرانس کے مقبوضات میں (مغربی، شمالی افریقہ کا علاقہ یہ فرانس کے ماتحت رہا ہے مراکش اور الجزائر بھی فرانس کے ماتحت رہے ہیں، یہاں تک کہ لیبیا، طرابلس تک فرانس کے ماتحت رہا ہے) تو یہاں فرنچ لٹریچر اور دوسرے ملکوں میں انگلش لٹریچر پھیلا ہوا ہے، اور اس میں یہ سب اثرات تھے۔

سب سے زیادہ قابل تشویش اور حزن و فکر کی بات یہ ہے کہ ممالک عربیہ اس وقت امریکہ اور اسرائیل کا نشانہ ہیں اور ان کا یہ حملہ بہت حد تک کامیاب ہے۔ وہاں کا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ (جو قیادت کے منصب پر عام طور سے فائز ہوتا ہے) احساس کہتری میں مبتلا ہو گیا ہے، وہ اسلام کے مستقبل سے گویا مایوس ہوتا جا رہا ہے خاص کر الجزائر اور مصر پیش پیش ہیں، وہاں کی قیادتیں اور حکومتیں دینی دعوت اور تحریک سے بہت زیادہ خائف ہیں، وہاں اصل ٹکراؤ دینی نشاۃ ثانیہ کی تحریک و دعوت سے ہے، حکومتوں اور دین پسند اور اسلام پسند طبقوں کے درمیان محاذ قائم ہے۔ حالانکہ الجزائر، طرابلس الغرب، مصر یہ وہ ملک ہیں جن میں تحریک آزادی کی قیادت علماء نے کی، لیکن آج یہ ممالک سب سے زیادہ خطرہ دین کے داعیوں اور اسلامی قائدین اور تحریکوں کو سمجھتے ہیں۔ مصر میں شیخ حسن البنا کو خطرہ سمجھا گیا اور وہ شہید ہوئے، عبد الناصر کا زمانہ آیا تو سید قطب کو شہید کیا گیا، اور کتنی جانیں شہید ہوئیں، مصر و الجزائر کی حکومتیں خاص طور پر دین کے جذبہ کے بیدار ہونے، دینی حمیت کو اور یہ کہنے کو کہ "یہ اسلامی شریعت کے خلاف ہے"، "یہ حکومت کیوں کر رہی ہے"، اس کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھتے ہیں، ان کو خطرہ اب نہ اسرائیل سے ہے اور نہ کسی اور غیر مسلم طاقت سے ہے، اب اگر خطرہ ہے تو صرف دینی عنصر سے ہے، یہ بڑا المیہ ہے، ایسا المیہ جہاں جامع ازہر ہے، جہاں افریقہ کے جگر پارے افریقہ اور اسلامی ممالک کے لخت جگر ہزاروں کی تعداد میں پڑھتے ہیں اور عالم اسلام میں جامع ازہر کو سب سے بڑا دینی و علمی ادارہ اور جامعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس وقت کا جو چیلنج ہے اور تشویشناک حقیقت ہے وہ یہ کہ ہمارے عرب ممالک اسلامی دعوت سے خالی ہیں، کوئی طاقتور تحریک نہیں ہے اور کشش رکھنے والی جماعت اور داعیوں سے یہ ممالک محروم ہیں۔

عرب ممالک جن سے ہم کو ایمان کی دولت ملی، قرآن کی دولت ملی اور انسانیت کی حقیقت ملی، اور جو ہمارے لیے ہدایت کا سبب بنے، جن کا ساری دنیا پر وہ احسان ہے جو کسی بڑی سے بڑی فرماں روا قوم، کسی بڑی سے بڑی عالی مرتبہ تہذیب، کسی بڑے سے بڑے کلچر و ثقافت کا وہ احسان نہیں جو عربوں کا احسان ہے، ان ہی کی وجہ سے ہم صاحب ایمان ہیں، حساس و فرض شناس انسان ہیں، ان عربوں میں اس وقت دعوت کی آواز نہ صرف یہ کہ دب گئی ہے، پست ہو گئی ہے بلکہ گم ہو گئی ہے، اور تحریک اخوان المسلمین کے بعد سے معلوم ہوتا ہے کہ سناٹا سا چھا گیا ہے، یہاں جو مظالم ہوئے اس کی بنا پر وہاں جو لوگ اس کے اہل تھے وہ لوگ ملک چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود مصر میں ایک ایسا دور گزرا ہے کہ ان کے ذہن میں یہ نہیں آتا تھا کہ مسلمان دنیا میں اثر انداز ہو سکتے ہیں، چنانچہ جب ہماری کتاب ”ماذا خسر العالم

www.abulhasanalinadwi.org

بانحطاط المسلمین"، قاہرہ سے شائع ہوئی (جس پر ڈاکٹر احمد امین نے ایک کمزور مقدمہ لکھا تھا، پھر دوسرا طاقتور مقدمہ سیّد قطب نے لکھا تھا اور ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ کا مقدمہ بھی تھا) جب ہم مصر گئے تو ایک اخبار نے لکھا کہ کیا مسلمان بھی دنیا پر اثر ڈال سکتے ہیں؟ کیا مسلمانوں کے عروج وزوال سے دنیا پر اثر پڑ سکتا ہے؟ کیا نام رکھا ہے اس کتاب کا؟ اس نے انگلی اٹھائی اور تعجب کیا، حالانکہ میں نے اقبال کے شعر سے کام لیا ہے اور بالکل یہ شعر اس کا جواب ہے جو انھوں نے ابلیس کی طرف سے نقل کیا ہے[1]۔

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات

مسلمان اس پوزیشن میں کہاں ہیں، اس تعداد میں کہاں ہیں کہ دنیا پر اثر انداز ہو سکیں؟ یہ ہے ممالک عربیہ کا اس وقت کا سب سے بڑا مرض، بڑا خطرہ کہ اسلام کے مستقبل سے وہ مایوس ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اسلام ہی دنیا کے لیے ذریعۂ نجات ہے، مذہبی طور پر، اخلاقی طور پر، دنیوی طور پر بھی، معاشرتی طور پر بھی اور سیاسی طور پر بھی، یہ وہ کام ہے جو اس وقت قدر و قیمت کے لحاظ سے، اور اہمیت کے لحاظ سے اہم ترین اور مؤثر ترین

---

[1] ابلیس کی مجلس شوریٰ ہوئی تو اس میں سب نے ایک ایک خطرہ کی طرف اشارہ کیا کسی نے کمیونزم کا خطرہ ظاہر کیا، کسی نے فوجی طاقت، کسی نے سرمایہ داری کا ذکر کیا، ابلیس کی زبان سے یہ مضمون نکلا جس کو اقبال نے اس کی زبان سے پیش کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کام ہے۔

آپ اپنے اندر وہ قابلیت پیدا کریں کہ آپ عربوں کو متأثر کر سکیں اس کے لیے ضرورت ہے کہ آپ کی زبان و تحریر میں وہ اثر ہو اور وہ شگفتگی، جاذبیت و ادبیت ہو کہ عرب کہیں کہ کیا خوب لکھا ہے، چنانچہ الحمد للہ یہاں سے ندوۃ العلماء کی "مجلس تحقیقات و نشریات اسلام" سے وہ لٹریچر عرب ممالک میں جاتا ہے جسے عرب بھی جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں اور سُناتے ہیں، ہم نے یہ دیکھا کہ مولوی عبداللہ عباس ندوی صاحب کے مکان پر مکۂ معظمہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے، استاد عبدالحکیم عابدین ایک رسالہ پڑھنے لگے، ہم کو ضرورت پڑی ہم نے کہا کہ ہم ابھی آتے ہیں، واپس آئے تو دیکھا کہ وہ پڑھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں یہ امام حسن البنّاء کے بہنوئی تھے اور بڑے خطیب و تعلیم یافتہ، جب ہم آئے تو ہمارا نام لے کر کہا کہ یہ کس کی لکھی ہوئی کتاب ہے؟ ہم نے کہا کہ ہمارے برادہ زادہ محمد الحسنی کی، تو انھوں نے کہا کہ ان کو میرا اسلام کہنا، یہ کتاب "الاسلام بین لا و نعم" تھی۔

آخرت میں بھی اور دنیا میں بھی یہاں کے وسائل کے اعتبار سے یہ عظیم کارنامہ ہوگا کہ آپ عربوں میں دین کی دعوت کو پہنچانے کی صلاحیت پیدا کریں، اللہ تعالیٰ نے اس کے اسباب مہیّا فرمائے ہیں۔ ایک ہدف و نشانہ بنائیں کہ ہم اپنے اندر وہ قابلیت و صلاحیت پیدا کریں جس سے ہم عربوں کو دین پر زیادہ جمنے کی دعوت دے سکیں، ہماری کتابوں میں سے "إلى الإسلام من جديد"، "أجاهلية بعد الإسلام أيها العرب؟" إلى الراية

www.abulhasanalinadwi.org

الصحوة الاسلامیۃ أیھا العرب[1]، یہ سب کتابیں وہ ہیں جو عربوں کو چونکا دینے والی اور جھنجھوڑنے والی ہیں، وہ کہیں گے کہ ایک عجمی، ایک ہندی الثقافۃ ہمیں خطاب کر رہا ہے، اس کے اندر اسلام کا اتنا اعتماد ہے جو اعتماد ہمارے اندر اب نہیں رہا ہے، اللہ تعالیٰ اگر نفع پہنچا دے تو اس سے بڑھ کر تقرب الی اللہ کا کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کے ذریعہ سے اس اُمّت کے افراد میں دین پر اعتماد پیدا ہو، جن کے ذریعے سے یہ نعمت اور یہ دولت ساری دنیا میں پھیلی، ہمارے مدارس عربیہ کے فضلاء میں یہ جذبہ دوسروں سے زیادہ ہونا چاہیئے کہ ہم جن کی زبان کے ذریعہ سے دین کو سمجھ رہے ہیں، جن سے ہم کو یہ دولت علم ملی ہے اور مل رہی ہے ان کا حق ہے کہ ہم اس کو پھر ان کے پاس لے جائیں ان کے اندر اس کا احساس پیدا ہو اور ان کے اندر یہ غیرت پیدا ہو، وہ استاد ہیں ہم شاگرد، وہ پیر ہیں ہم مرید اور وہ ہمارے ہادی ہیں اور ہم مہتدی تو اس لیے "معہد الدعوۃ"، قائم ہے جو بڑے نیک شگون کی بات ہے اور مبارک باد دینے کے لائق ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے عزیزوں اور رفقائے کار کو جزائے خیر دے۔

اپنے اس عہد میں، اپنے اس ملک میں، اپنے ماحول میں آپ یہ کیجئے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کو خاص طور پر اور عام مسلمانوں کو عام طور پر سامنے رکھ کر اس حقیقت کو ذہن نشین کریں کہ زمانہ کتنا ہی بدل گیا ہے لیکن دین ابدی ہے،

---

[1] ان عربی، دعوتی رسائل وکتب کی فہرست رسالہ کے آخر میں دیکھی جا سکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور آج بھی وہ دین صحیح و کامل اور زندہ ہے، اور دین ہی اس زمانہ کی رہبری کرسکتا ہے اور اس دین کے ذریعہ ہی سے ہم اس زمانہ میں کامیاب ہوسکتے ہیں، فتح یاب ہوسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت کے مستحق ہوسکتے ہیں۔

یہ تو کام آپ کا ہر جگہ ہے، مقامی طور بھی ہے، شہر میں بھی ہے، تعلیم یافتہ طبقہ میں خاص طور پر جو پہلے انگریزی تہذیب سے متأثر ہو رہا تھا اور اس کا شکار بن رہا تھا، اب ہندو تہذیب سے متأثر ہونے لگا ہے اور خطرہ ہے کہ وہ ہندو دیو مالا اور تہذیب سے متأثر ہو، اس کو بھی آپ ذہن میں رکھیں عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنے سے یہ فائدہ ذہن میں نہ رکھیں کہ ہم بلاد عربیہ میں جائیں گے اور کہیں جگہ مل گئی تو نوکری کرلیں گے، نہیں تو مؤذن بن جائیں گے، امام بن جائیں گے، یہ قیمت نہیں ہے آپ کی اور نہ یہ مولانا سیّد محمد علی مونگیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولانا سیّد ظہور الاسلام فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حکیم سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور دارالعلوم کا منصوبہ بنانے والوں اور اس کو ترقی دینے والوں میں علّامہ شبلی نعمانیؒ اور مولانا سیّد سلیمان ندویؒ اور ان کے اہل اللہ و عارف باللہ رفقاء و معاونین کے مقاصد، محنتوں اور قربانیوں کی ہے، اس کی رسید و شکریہ یہ ہے کہ آپ داعی بنیں، مخالف اسلام تہذیبوں سے مسلمانوں کی مرعوبیت دور کریں جو مغربی مصنفین کی کتابیں پڑھنے سے پیدا ہو رہی ہے، اور دوسری طرف آپ عربوں سے " بضاعتنا ردّت الینا" کہلوائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا ومولٰینا محمد وآلہ واصحابہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بعض دعوتی کتابوں کی فہرست

۱۔ أحاديث صريحة مع إخواننا العرب والمسلمين۔

۲۔ الاسلام فوق القوميات والعصبيات۔

۳۔ اسمعوها مني صريحة أيها العرب۔

۴۔ أكبر خطر على العالم العربي۔

۵۔ إلى الراية المحمدية أيها العرب۔

۶۔ تضحية شباب العرب قنطرة إلى السعادة البشرية۔

۷۔ عاصفة يواجهها العالم الاسلامي والعربي۔

۸۔ العرب والاسلام۔

۹۔ العرب يكتشفون أنفسهم۔

۱۰۔ الفتح للعرب المسلمين۔

۱۱۔ كيف يستعيد العرب مكانتهم اللائقة بهم وكيف يحافظون عليها۔

۱۲۔ كيف دخل العرب التاريخ۔

۱۳۔ أجاهلية بعد الاسلام أيها العرب۔

www.abulhasanalinadwi.org

مغرب سے

کچھ صاف صاف باتیں

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کے ان خطبات و مقالات کا مجموعہ جو یورپ اور ہندستان میں مختلف مقامات پر پیش کئے گئے ان مقالات و خطبات میں بڑی جرأت کے ساتھ مغربی تہذیب کے نقائص پر نکتہ چینی اور مشرق کے پرستارانِ مغرب کی غلامانہ ذہنیت اور اندھی تقلید پر صاف صاف تنقید کی گئی ہے، اور مشرق و مغرب کی درمیانی خلیج کو پاٹنے اور انسانیت کی صحیح رہنمائی و خدمت کے لئے ایک راہِ اعتدال کی نشاندہی کی گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نئی دنیا امریکہ میں

صاف صاف باتیں

امریکہ اور کناڈا میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کی اہم تقریروں اور خطبات کا فکرانگیز مجموعہ، مغربی تہذیب اور امریکی معاشرت کا جائزہ، تجربہ اور مطالعہ اور امریکہ کے مقیم مسلمانوں کے بارے میں اہم مشورے ایک نئی کتاب جس میں سچی اور صاف صاف باتیں کہی گئی ہیں، طویل تجربہ اور مطالعہ کا نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے، اور مشینی تہذیب کے سب سے بڑے مرکز میں اس بلند سطح سے گفتگو کی گئی ہے جس پر کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو پرانی اور نئی دنیا ایک بے حقیقت سراب اور اس کی چمک دمک جھوٹے نگوں کی آب و تاب نظر آتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org